۸ / اگست ۱۹۱۳ء

خطبہ جمعہ

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرہ رکوع دوم کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

ایک زمانہ ایسا بھی اسلام پر گذرا ہے جب علماء نے کہا کہ اب دو ہی قسم کے آدمی ہیں۔ کافر یا مومن۔ منافق نہیں۔ اب اس زمانے کا حال دیکھ کر تعجب آتا ہے کیونکہ اس میں منافق طبع بہت ہیں۔ زبان سے تو کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں مگر مومن نہیں۔ کیونکہ ان کے عقائد سے ان کے اعمال کی مطابقت نہیں۔ عیسائیوں نے سوال کیا ہے کہ نجات کس طرح ہوتی ہے؟ اور میں نے جواب دیا ہے کہ نجات فضل سے ہے اور خدا کے اس فضل کو ایمان کھینچتا ہے۔ اس واسطے یہ بھی صحیح ہے کہ نجات ایمان سے ہے۔ پھر کہتے ہیں عمل کوئی چیز نہیں۔ حالانکہ کون دنیا میں ایسا ہے کہ آگ کو آگ مان کر پھر اس میں ہاتھ ڈالے۔ پانی کو پیاس بجھانے والا جان کر پھر پیاس لگنے پر اس سے پیاس نہ بجھائے۔ ہم تو یہی دیکھتے ہیں کہ جب ایمان ہے پانی پیاس بجھاتا ہے تو پیاس لگنے کے وقت اس پانی سے پیاس ضرور بجھائی جاتی ہے۔ پس کیا وجہ ہے کہ یہ ایمان ہو قرآن مجید خدا تعالیٰ کی کتاب ہے اور اعمال کی جزاء سزا ضروری ہے

اور پھراس پر عملدر آمد نہ ہو۔ بہت سے لوگ ہیں جو اپنے اوپر خدا کے بہت سے فضلوں کا اقرار کرتے ہیں اور اپنے مقابل میں دوسروں کا ایمان حقیر سمجھتے ہیں مگر عمل میں کچے ہیں۔ منہ سے بہت باتیں بناتے ہیں مگر عملدر آمد خاک بھی نہیں۔

ایسے لوگوں کو نصیحت کی جائے تو کہتے ہیں ہم تو مانتے ہیں۔ مگر اپنے شیاطین' اپنے سرغنوں کے پاس جا کر کہتے ہیں کہ ہم تو ان مسلمانوں کو بناتے ہیں۔ ان کو حقیر سمجھتے ہیں۔ استہزا ھزء سے نکلا ہے۔ ہلکی چیز کو چونکہ آسانی سے ہلایا جاسکتا ہے اس لئے استہزاء تحقیر کو کہتے ہیں۔

اللہ ان کو ہلاک کرے گا کسی کو جلد' کسی کو دیر سے۔ اللہ تو توبہ کے لئے ڈھیل دیتا ہے مگر اکثر لوگ خدا کی حد بندیوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ حد بندی سے جوش نفس کے وقت یوں نکل جاتے ہیں جیسے دریا کا پانی جوش میں آکر کناروں سے باہر نکل جائے۔ ایسے لوگ ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی لیتے ہیں۔ یہ تجارت جس میں ہدایت چھوڑی اور گمراہی اختیار کی ان کے لئے نافع نہیں۔ ان کے لئے پاک ہدایت ایسی ہے جیسے میں نے طب میں دیکھا ہے کہ بعض وقت نرم کھچڑی شدت صفرا کی وجہ سے نہایت تلخ معلوم ہوتی ہے۔ یہ لوگ ہدایت کی باتوں کی قدر اور حقیقت سے بوجہ اپنے مرض قلبی کے آگاہ نہیں۔ پس ایسے لوگ اگر ایمان کا اظہار بھی کرتے ہیں تو اپنے نفع کے لئے۔ جیسے کوئی آدمی جنگل میں آگ جلائے تو اس سے یہ فائدہ اٹھالیتا ہے کہ شیر' چیتے اور ایسے درندے اس کے پاس نہیں پھٹکنے پاتے۔ اسی طرح منافق بظاہر اسلام کا اقرار کر کے مصائب سے عارضی طور پر بچاؤ کر لیتا ہے لیکن بعد میں بلائیں' جفائیں اسے گھیر لیتی ہیں۔ اس کا نفاق کھل جاتا ہے۔ پھر کچھ سوجھ نہیں پڑتا۔ غرض اپنا ظاہر کچھ' باطن کچھ بنانے والے ضرور نقصان اٹھاتے ہیں۔

میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ایک دوسرے پر ٹھٹھا نہ کرو۔ بدظنی سے کام نہ لو۔ مسلمانوں میں بدظنی بڑھتی جاتی ہے۔ واعظ بھی وعظ کرتا ہے تو کہتے ہیں باتیں بنا رہا ہے۔ ایسے لوگوں میں سے نہ بنو۔ یہ لوگ خطرناک راہ پر چل رہے ہیں۔ بہرے ہیں' کان رکھتے نہیں کہ کسی رہنما کی آواز سنیں۔ اندھے ہیں' آنکھیں رکھتے نہیں کہ خود نشیب و فراز دیکھ لیں۔ گونگے ہیں' زبان رکھتے نہیں کہ کسی سے رستہ پوچھ لیں۔ پس وہ کسی موذی چیز سے کیونکر بچ سکتے ہیں؟

منافقوں کی مثال اس شخص کی مثال ہے جس پر مینہ برستا ہو' گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا رہا ہو۔ جب ذرا بجلی چمکی تو آگے بڑھے ورنہ وہیں کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ جب کوئی فائدہ پہنچا تو اسلام کے معتقد بنے رہے۔ جب کوئی ابتلاء پیش آیا تو جھٹ انکار کر دیا۔ ایسے لوگ بیوقوف ہیں۔ جیسے بعض نادان بجلی کی

کڑک سن کر پھر کانوں میں انگلیاں دیتے ہیں حالانکہ روشنی کی رفتار آواز سے تیز ہے اور بجلی اس کڑک سے پہلے اپنا کام کر چکتی ہے۔

تم بہت دعائیں کرو۔ بہت دعائیں کرو۔ تمام انبیاء کا اجماعی مسئلہ ہے۔ استغفار بہت کرو۔ بدظنی چھوڑ دو۔ تمسخر چھوڑ دو۔ مسلمانوں کی سلطنتیں آجکل برباد ہو رہی ہیں۔ انہیں چاہئے کہ سچے دل سے اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان لائیں تاکہ اللہ کی نظر شفقت ان پر ہو۔

(الفضل جلد ۱ نمبر ۹---- ۱۳/ اگست ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۵)

☆-☆-☆-☆